رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چو گرم با تو گرائی چہ در قادیان بیٔ | دعا بیٔ شفا بیٔ غرض دار الامان بیٔ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان کے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والوں سے ہے

فہرست مضامین

نمبر ۱۰ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۷ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جب ان کے بیٹے عبد اللہ مرحوم کی خبر وفات درج کی تھی اسوقت مجھے یہ کسی اور کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ الحکم کا اگلا نمبر خود بابو محمد افضل صاحب کی عبرتناک موت کی خبر کا اعلان کرنے والا ہوگا۔ لیکن مقادیر الٰہی سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اور عاجز انسان کو کیا معلوم ہے کہ کب اسے اس جہان سے پیام کوچ آ پہنچیگا بابو محمد افضل صاحب اپنے بچے عبد اللہ کو دفن کرنے کے تیسرے دن بعد بخار سے بیمار ہوئے اور دوسرے دن ہی یہ بخار نمونیا کے رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اور ٹائفائڈ ٹپ ثابت ہوا۔ اور آخر ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو عصر کے قریب وہ اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بابو محمد افضل صاحب کے ساتھ مجھے طالبعلمی کے زمانے سے واقفیت تھی میں ان کے اور وہ میرے علمی اور مذہبی مذاق سے بہت کچھ واقف تھے۔ پھر اس سلسلہ میں داخل ہونے پر تو تعلقات اور بھی بڑھ گئے تھے وہ صبر اور استقامت کے ایک اچھے نمونے تھے جن مشکلات اور مصائب کے درمیان سے گذر کر وہ البدر کے کاروبار کو چلا رہے تھے ہر شخص کا کام نہیں کہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم رہ سکے۔

مرحوم ایک لڑکا اور چار لڑکیاں یتیم اور دو عورتیں بیوہ چھوڑ مرا ہے۔ اسکی ناگہانی موت ہم لوگوں کے لئے ایک سبق اور عبرت ہے۔ اسکی عمر کچھ بہت بڑی نہ تھی چونتیس پینتیس برس کا ایک خوش شکل جوان تھا۔ اور مخلص تھا۔ وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا۔

مرنے سے دو دن پہلے مجھے کہلا بھیجا کہ میں الحکم میں کل بیماری کی خبر شایع کر دوں اور احباب سے دعا کی درخواست کروں اور منتظر ناظرین البدر کو اطلاع دوں کہ انکی بیماری کے باعث البدر شایع نہ ہوگا۔ لیکن کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اطلاع آخری اطلاع ہوگی۔ سردست میں نہیں کہہ سکتا کہ اخبار اور کارخانہ البدر کی کیا صورت ہوگی غالباً اکا برانِ امت ضروری غور و فکر اور مشورہ کے بعد کل امر کوئی تحریر شایع کر دیں گے کیونکہ میں لوگوں کی چٹھیاں توم مطبع میں آچکی ہیں یا اور جن لوگوں کا لین دین مطبع سے ہوگا انکے لئے کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔ اسلئے ناظرین البدر اس تحریر کا انتظار کریں۔ سردست التجا ہے کہ ہر مقام کی احمدی جماعت مرحوم افضل کے لئے نماز جنازہ غایب پڑھے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضروری اطلاع

شاہجہانپور سے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ کو چند مہینے ہوئے کسی بزرگ نے چند سوالات بھیجے تھے۔ چونکہ کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں اسلئے جلد حکیم الامت ان کے جواب کیطرف توجہ نہ فرما سکے آج ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو جواب کیلئے ان سوالات کو تلاش کیا تو کچھ کی وشہبر دے وہ کاغذ ادھر ادھر ہو گئے اور تلاش پر ملے نہیں تاہم حضرت حکیم الامت نے اجمالی طور پر ان سوالات کا جواب جو زبانی یاد رہا لکھدیا مگر اب مشکل یہ معلوم ہوئی کہ پتہ معلوم نہیں لیکن جب صاحب موصوف نے اپنے خط میں ذکر کیا تھا کہ الحکم میں انکا جواب شایع ہو جاوے اور وہ الحکم پڑھتے ہیں اسلئے بذریعہ الحکم صاحب موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ انکے خط کا وہ اجمالی جواب منشی مختار احمد صاحب مختار احمدی محلہ بہادر گنج شاہجہانپور کی نام بھیجا گیا ہے انسے لے لیں اور مفصل جواب انشاء اللہ جسقدر جلد ممکن ہوگا الحکم میں چھاپا جاویگا صاحب موصوف اپنے سوالات لکھکر ایڈیٹر الحکم

ازان بروز جمعہ پلاطوس برائے فیصلہ آخر اجلاس نمود و نابکار علماء و فقہاء و قضاۃ یہود را خیلے نہایت کرد کہ از خون مسیح باز آئید مگر آن شور بختان بر آرائے خود ثابت ماندند و داد و فریاد ہا کردند کہ این را مصلوب کردہ شود از دین برگشتہ است۔

چونکہ پلاطوس از جانب قیصر روم حاکم بود و حکومت او بملک یہود بود و خلاف ورزی آرائے عامہ از اصول ملکی خلاف و مخل مملکت دانست لہٰذا آب طلبیدہ ہر دو دست خود شست و بہ یہود وانمود و گفت کہ ببینید کہ من از خون این شخص دست مے شویم و از خون او بیزارم پس جملہ فقہا و مفتیان یہود گفتند کہ خون او بر ما و بر اولاد ما بعد ازان حضرت مسیح را حوالہ یہود کرد بد بختان حضرت مسیح را خیلے سب و شتم کردند و بر بے شان سیلیہا زدند تا آخر برائے دار کردن حضرت مسیح طیار شدند روز جمعہ وقت عصر بود اتفاقاً این روز یوم عید فسح یہود ہم بود و لہٰذا فرصت خیلے کم بود و بعد از جمعہ روز سبت بود کہ متبرک روز یہود است۔ روز سبت بشریعت یہود از غروب آفتاب شمردہ مے شد زیرا کہ یہود مثل اہل اسلام اول شب را بر روز آیندہ شامل مے کردند و این شرعی تاکید بود کہ بشب روز سبت ہیچ لاش بر صلیب آویزان نماند پس یہود مردود خذلھم اللہ تعالے بزودی حضرت مسیح را ہمراہ دو دزدان دیگر بر صلیب آویزان کردند قبل از مغرب لاشہا از دار فرود آوردہ شدند اتفاقاً ہمان وقت طوفان باد پیدا شد و عالم تاریک گشت یہود ترسیدند کہ اگر باین تاریکی شام شود مرتکب آن گناہ خواہیم گشت کہ ذکر آن بالا گذشت پس ازین وجہ بعد از اندک مدت کہ زیادہ از سہ ساعت نبود مسیح را از صلیب فرود آوردند و استخوان دزدان را شکستند اما پہرہ داران کہ از جانب پلاطوس پنہان مقرر کردہ شدہ بودند بیہود وانمودند کہ مسیح فوت گشت حاجت شکستن استخوان ندارد و مسیح را بحالت غشے زندہ گرفتہ بگور کشادہ کہ مثل کلبہ طور بیشتر تیار کردہ شدہ بود داخل نمودند و سنگے در رازی بآن گذاشتند و جائے نفوذ ہوا ہم مقرر کردند تا سہ روز در انجا حضرت مسیح علیہ السلام را ما تعقبات بہ رسانیدہ شدہ و بعد ازان از گور برآمدند و پنہان بجانب جلیل رفتہ حواریین را برائے زخمہائے مجروحیت تہیۂ مرہمے کہ نام او در ہزارہا کتب طب یونانی مرہم عیسیٰ و مرہم حواریین مشہور است حکم فرمودند۔

(سوال) از کجا ثابت مے شود کہ این معاملہ بحضرت مسیح علیہ السلام واقع شدہ است۔

(جواب) قوی تواتر و تواریخ و انجیل و پیشگوئی حضرت مسیح علیہ السلام شاہد ان این واقع اند۔ عربی انجیل متی مطبوعہ مصر باب ۱۲۔ آیت ۳۸ ملاحظہ فرمائید حِیْنَئِذٍ اَجَابَ قَوْمٌ مِّنَ الْکَتَبَۃِ وَالْفَرِّیْسِیِّیْنَ قَائِلِیْنَ یَا مُعَلِّمُ نُرِیْدُ اَنْ نَّرٰی مِنْکَ اٰیَۃً فَاَجَابَ وَقَالَ لَھُمْ جِیْلٌ شِرِّیْرٌ وَّفَاسِقٌ یَّطْلُبُ اٰیَۃً وَّلَا تُعْطٰی لَہٗ اٰیَۃٌ اِلَّا اٰیَۃَ یُوْنَانَ النَّبِیِّ لِاَنَّہٗ کَمَا کَانَ یُوْنَانُ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّثَلٰثَ لَیَالٍ ھٰکَذَا یَکُوْنُ ابْنُ الْاِنْسَانِ فِیْ قَلْبِ الْاَرْضِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّثَلٰثَ لَیَالٍ۔

ترجمہ۔ پس دران وقت بعض مردم از فقہا و فریسیان بحضرت مسیح گفتند کہ اے استاد ما مے خواہیم کہ از تو نشانے ببینیم حضرت مسیح ایشان را بجواب گفت کہ حرامکار و بدکردار این زمانہ نشانے و معجزہ مے طلبند ایشان را ہیچ نشانے بجز نشان یونس نبی نمودہ نخواہد شد زیرا کہ چنانکہ یونس نبی سہ روز و سہ شب در شکم ماہی بود ہمچنان ابن آدم سہ روز و سہ شب در شکم زمین خواہد ماند علاوہ از تواتر قومی و شہادت تواریخ

ازین پیشگوئی حضرت مسیح ہم صاف معلوم می شود کہ حضرت مسیح بعد از واقع صلیب سہ روز و شب بگور گذرانیدند و تواریخ ہم شاہد است کہ این پیشگوئی حضرت مسیح باتمام رسیدہ بود فکان کما قال۔

بیان اینکہ حضرت مسیح علیہ السلام بردار آویزان کردہ شدند نہ دیگری بجائے ایشان

(۱) قومے تواتر یہود و نصاریٰ شاہد است کہ حضرت مسیح بردار آویزان کردہ شدند۔

(۲) مرہم عیسےٰ تائید این امر مے کند کہ حضرت مسیح بردار آویزان کردہ شدند اگر حضرت مسیح علیہ السلام مجروح نہ شدہ بودند پس وجود این مرہم از کجا آمد۔

(۳) امام فخر الدین رازی بتفسیر کبیر مے نویسد انہ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ اَنَّ الْمَصْلُوْبَ بَقِیَ حَیًّا زَمَانًا طَوِیْلًا فَلَوْ لَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ عِیْسٰی بَلْ کَانَ اِنْمَا غَیْرُہٗ لَاَظْھَرَ الْجَزْعَ وَلَقَالَ اِنِّیْ لَسْتُ بِعِیْسٰی بَلْ اِنَّمَا غَیْرُہٗ۔ ترجمہ۔ یعنے این امر بتواتر ثابت شدہ است کہ شخصیکہ بردار آویزان کردہ شدہ بود تا مدتے دراز آن شخص زندہ ماند اگر آن شخص عیسے علیہ السلام نبود بلکہ کسے دیگر بود۔ پس آن بالضرور جزع و فزع مے کرد و مے گفت کہ من عیسے نیستم بلکہ من فلان کس ام

(۴) اگر آن مسیح نبود پس چہ طور حضرت مسیح علیہ السلام مے فرمودند کہ ہمہ آنچہ بتورات موسیٰ و بصحف انبیا و بزبور ہا در باب من نوشتہ شدہ است بالضرور باتمام خواہد رسید در کتب تمام انبیا این پیشگوئی ثبت است و حضرت مسیح علیہ السلام ہم این پیشگوئی را تازہ نمودند کہ یہود مرد و بہمراہ من این چنین معاملہ خواہند نمود ملاحظہ شود۔ لوقا باب ۲۴۔ متی باب ۱۶۔ مرقس باب ۸۔

۵۔ اگر آن حضرت مسیح نبودند پس مریم علیہا السلام چرا زیر صلیب گریہ مے کردند۔ اگر آن مسیح نبود بلکہ شخصے دیگر بود و مسیح بر آسمان رفتہ بود البتہ حضرت مریم علیہا السلام را الہام و وحی شدے کہ تو چرا گریہ مے کنی مسیح را پرانیدہ بر آسمان رسانیدیم و بجائے او دیگرے را مقتول بالصلیب کنانیدیم

(۶) اگر معلق بردار را مسیح تسلیم کردہ نشود پس بر قرآن کریم و احادیث نبویہ و تورات و انجیل الزام دروغ

ؔ صلیب آن زمانہ مثل زمانہ حال نبود کہ بگلوی انسان ریسمان انداختہ بیک لحظہ کار او تمام می کنند بلکہ صلیب آن زمانہ باین شکل بود ┬ مصلوب را بدرازی چوب نشان ┬ استادہ مے کردند و ہر دو دست او بہر دو اطراف چوب نشان ┬ وابستہ بدستہا و پایہا مے کوفتند و گاہے پاہا ہم میخہا مے کوفتند و مصلوب تا سہ روز ہمچنان جا بستہ گرسنہ و تشنہ مے گذاشتند و بالآخر باین وجہ انسان مے مرد مگر از حسن اتفاقات و امداد ایزدی بحق حضرت مسیح این چنین کارروائی باتمام نرسید بلکہ خدا تعالیٰ او را بعد از چند ساعت از صلیب نجات داد۔ (سوال) ہرگاہ حضرت مسیح بر صلیب بستہ شدند پس ایشان مصداق مصلوب شدند حالانکہ خداوند تعالیٰ مے فرماید وَمَا صَلَبُوْہُ یعنی یہود حضرت مسیح را مصلوب کردند و مسیح مصلوب نشد۔ (جواب) معروض است معنی مَا صَلَبُوْہُ این است کہ مسیح را مقتول بالصلیب کردند مَا صَلَبُوْہُ نفی این امر مے برآید کہ او را بر صلیب ہم نہ بستند اگر درین زمانہ حکام کسی را بردار آویزان نمایند و بگلوی او در ریسمان ہم انداختہ شود اما از حسن اتفاق و تقاضائے بقائے عمر و با مداد ایزدی ریسمان گسستہ شود و بے تصور سلامت شود و از ان حالت نجات یابد پس آیا آنکس مصلوب نامیدہ میشود حالانکہ او زندہ باشد آیا در زبان شما در اکسی باین لقب ملقب مے گردانند کہ فلان شخص مصلوب گردید یعنی مقتول بالصلیب گردید حالانکہ

نوٹ: قبل ازین امر را مشرح بیان نمودیم — محمد فضل چنگوی عفی عنہ۔

الوصیت اور پیسہ اخبار

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہّارے
نمے بینم کہ بد بینید خدا ترسے نکو کارے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **الوصیت** نام اشتہار دفتر پیسہ اخبار میں بھی بھیجا گیا تھا - غرض یہ تھی کہ وہ اسے شائع کردے تاکہ سعادت مند کو فائدہ پہونچے۔

پیسہ اخبار (جسکی عادت اور سرشت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کرنا ہے اور ہر بھلی بات جو اس سلسلہ کی طرف سے کہی جاوے اسکو برے پیرایہ اور استہزا میں اڑانے کی کوشش کرنا اس کا مقصد ہوتا ہے) اس وصیت کو درج کرنے کی بجائے تو رہا اُلٹا اسپر اعتراض کرتا ہے؟ میں اسکے اعتراض کی حقیقت خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے کھول کر دکھاتا ہوں کہ یہ کس قسم کے **مسلمان ہیں**؟ ان کو دعویٰ تو مسلمانوں کی بہی خواہی اور لیڈری کا ہے مگر یہ شعار اسلام اور سنن اللہ سے محض ناواقف ہیں - میں پہلے اس کا اعتراض اسی کے لفظوں میں درج کرتا ہوں اور پھر اسپر ریمارک کرونگا۔

طاعون کی ترقی طاعون کی اموات میں جو عارضی کمی ہوئی تھی اب پھر وہ ترقی سے بدل گئی ہے ....

مرزا صاحب قادیانی نے پھر اپنا معمولی طاعونی اشتہار جاری کیا ہے کیا وہ اس امر پر بھی کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟ کہ اگر طاعون محض ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو خاص خاص موسموں میں کیوں زیادہ ترقی اور تنزل کرتی ہے - کیا جنوری دسمبر اور جون جولائی میں جبکہ جاڑے یا گرمی کی شدت ہوتی ہے انسان گناہ کم کیا کرتے ہیں اور معتدل موسم میں گناہگاری بڑھ جاتی ہے یا غریب اور مفلس لوگ دولتمندوں کی نسبت گناہ زیادہ کیا کرتے ہیں کیونکہ اس وبا سے زیادہ غریب لوگ مرتے ہیں" یہ ریمارک ہے جو استہزا کے رنگ میں ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے۔

میں اسپر کچھ لکھنے سے پہلے پیسہ اخبار کے فایل ایڈیٹر صاحب کو دیکھنے کی صلاح دیتا ہوں اور اسی پیسہ اخبار کے کچھ اقتباس دکھاتا ہوں - شاید انہیں اپنے سوال کا کچھ جواب نظر آوے اسکے بعد اسپر ایک اور پہلو سے نظر کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

روزانہ پیسہ اخبار ۲۳ - جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ کالم ۵ میں عبد الرحیم منشی منٹگمری کا مراسلہ بغیر کسی مخالفت کے شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔

(۱) "مرض طاعون کے علاج میں طبیب اور ڈاکٹر مجبور ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کردیا یہ بلا دفع نہوئی - **وبائی مرض قہر خدا ہوتا ہے اور اسی کے رحم سے دور ہوسکتا ہے** اب مخلوق کو اپنے مالک حقیقی سے رجوع لانا چاہئے"

(۲) روزانہ پیسہ ۸ - جون ۱۹۰۴ء **طاعون اور موسم** - طاعون کی سب سے بڑی پیچیدگی یہ ہے - کہ اس کے متعلق جو تھیوری آج بڑے وثوق سے پیش کیجاتی ہے کل تجربہ اسکو غلط ثابت کردیتا ہے اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا - کہ طاعون گرمی میں معدوم ہوجاتی ہے اور اپریل کے آغاز میں یا زیادہ سے زیادہ مئی کے خاتمہ تک اسکا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے سات سالہ تجربہ اس خیال کی تصدیق کے لئے کافی تھا لیکن اب کے اس خیال کی سچائی بھی مشتبہ ہوگئی ہے" ......

افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی دیکھا دیکھی اطباء اور ڈاکٹر صاحبان بھی نوع انسان کی دشمن طاعون کی خوف سے لاپروا ہوگئے ہیں اور آجتک کسی شخص نے اس اہم سوال پر بحث نہیں کی کہ طاعون خصوصیت سے پنجاب میں کیوں نشو و نما پاتی ہے حالانکہ یہاں کی آب و ہوا کسی اور صوبہ سے بری نہیں اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اسکے باشندے کسی اور صوبہ کے باشندوں سے کم صفائی پسند ہیں"

سردست اسقدر اقتباس کافی ہے پیسہ اخبار اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا اور اس میں خدا کا خوف اور انصاف کا مادہ موجود ہے اپنی ان تحریروں کو پڑھے تو اسے جواب نظر آجائیگا۔

جس حال میں وہ پنجاب کی آب و ہوا کو دوسرے صوبوں کی نسبت بُری اور یہاں کے باشندوں کو کم صفائی پسند نہیں سمجھتا پھر پنجاب میں طاعون کا زیادہ زور اور شدید ہونا بتاتا ہے کہ کوئی اور سبب ہے۔

پیسہ اخبار کو **الوصیت** کا اشتہار پڑھ کر ڈر جانا چاہئے تھا اور اپنے ناظرین کو ان ہدایتوں کی پابندی کی طرف توجہ دلانی چاہئے تھی جو اس میں مندرج ہیں مگر افسوس کہ وہ مفید اور قابل تسلیم ہدایتوں کو چھوڑ کر اعتراض ہی کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں پیسہ اخبار کو اختیار تھا کہ وہ یہ ظاہر کرتا کہ طاعون کے متعلق کوئی پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے نہیں کی یا وہ پوری نہیں ہوئی - بشرطیکہ ایسا ہو،

پیسہ اخبار جب اپنے ریمارک مندرجہ ۸ - جون ۱۹۰۴ء کی کوئی وجہ ظاہر کردیگا تو انشاء اللہ العزیز اسکے اس اعتراض کا جو الوصیت پر اسنے کیا ہے میں کافی جواب دینے کی کوشش کرونگا۔

تاہم اسقدر اب بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ طاعون شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور ہر ایک عذاب الٰہی شامت اعمال ہی سے پیدا ہوتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ وہ اسباب عادیہ سے وابستہ ہوتا ہے اور یہ اور بھی دلیل اس قہر الٰہی کی عظمت کی ہوتی ہے - میں اس مضمون پر انشاء اللہ جداگانہ لکھونگا۔

پیسہ اخبار انبیاء علیہم السلام کی تالیف اور سیرۃ پر اگر غور کرلیتا تو شاید اس قسم کا بیہودہ اعتراض نکرتا - سنت اللہ اسطرح پر واقع ہے کہ عذاب الٰہی پہلے چھوٹے اور ادنیٰ درجہ کی مخلوق سے شروع ہوتا ہے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دوسرے لوگ عبرت اختیار کریں - دیکھو طاعون ہی ہے اسکی ابتدا حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑوں سے ہوتی ہے پہلے چوہے مرتے ہیں پھر ترقی کرکے انسانوں میں آتی کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ طبقہ انسان میں جو لوگ حشرات الارض کے درجہ میں ہیں اول طاعون انہیں پر ہی پڑنی چاہئے یعنی اول عام اور ادنےٰ درجہ کے لوگ اسکا شکار ہوں - اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کرکے بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے۔

دیکھو جب کہیں آگ لگتی ہے تو کیا پہلے بڑے بڑے شہتیر جلتے ہیں یا خس و خاشاک اور چھوٹی چھوٹی لکڑیاں - پس یہ ایک سنت اللہ ہے جس سے پیسہ اخبار ناواقف ہے۔

اور باوجود ناواقفی کے بیباکی سے اعتراض کرتا ہے افسوس یہ وقت تھا کہ لوگ استہزا اور انکار سے باز آجاتے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ صلح کرنے والے ٹھہرتے مگر تعجب ہے کہ باوجود اسقدر غضب الٰہی کو بھڑکتے ہوئے دیکھ کر بھی بیباکی کم نہیں ہوئی - اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور انکو سمجھائے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ - فروری ۱۹۰۵ء

مولوی محمد فضل چنگوی قادیان - ۸ر چندہ مدرسہ
میاں احمد الدین چک سکنہ تحصیل کھاریاں - للعہ قربانی فنڈ
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں - عاؔ ٹی ونیشن
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس شرقی افریقہ - ۱۰ر مدرسہ
جماعت احمدیہ ہ دریام کملا جھنگ معرفت میاں نور احمد صاحب - عصہ مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب - صہ مدرسہ عید و کھال -
منشی مہر الدین صاحب گرداور نہر بازدار ضلع ملتان - عاؔ مدرسہ
ایضاً " " عصہ یتیم فنڈ -
منشی نواب الدین صاحب کلرک مس کوٹ بلٹن ۲۲ ڈیرہ غازیخان - عہ قربانی فنڈ
مرزا حاکم بیگ صاحب جلال پور جٹاں ضلع گجرات عمہ

۲۵ - فروری ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب - عہ شفاخانہ -
میاں برکت علی برادر ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم عمہ قربانی فنڈ
ڈاکٹر غلام غوث صاحب و ٹریری اسسٹنٹ گجرانوالہ عہ شفاخانہ

۲۷ - فروری ۱۹۰۵ء

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور شفاخانہ للعہ
حکیم محمد اکرم سامانہ پٹیالہ جماعت (سامانہ) عہ مدرسہ
ایضاً عہ قربانی فنڈ -
حکیم محمد الدین صاحب گوجرانوالہ - عاؔ شفاخانہ - قربانی کھال
حافظ نور محمد صاحب جماعت (فیض اللہ چک) عہ
میر محمد رشید صاحب قادیان چندہ فروری و مارچ ۸ر
محمد عبد اللہ خان ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ - عہ چندہ
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار ڈاکخانہ دیال پور ضلع جالندھر - عاؔ اعانت
ایضاً عاؔ قربانی
مولوی فضل الدین صاحب و میاں غلام رسول صاحب خوشاب ضلع شاہ پور - ۴ ہے
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک عہ
جماعت چنیوٹ معرفت میاں عطا محمد وغیرہ عیدفنڈ للعہ
میاں نور احمد صاحب احمدی اکولہ چندہ مدرسہ
سید تاج شاہ و مقبول شاہ موضع دھرکنہ ضلع گجرات ہے مدرسہ -
میاں رحمت اللہ احمدی موضع بنگہ للعہ مدرسہ عاؔ مساکین ہے -
میاں عبد اللہ خان نمبردار بہلو ضلع لائل پور عہ عیدفنڈ
جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عہ عیدفنڈ
حکیم ابو عبد الغنی صاحب و صالح محمد صاحب سکنہ سیلو لپور عہ (عہ مدرسہ عہ عید)

۲۸ - فروری ۱۹۰۵ء

جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ صاحب قربانی کھال وغیرہ - ماعٹلعہ
مرزا ظہور علی صاحب شاہجہانپور (قیمت لورات) عہ امداد

یکم مارچ ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب دفتری اسسٹنٹ افریقہ عہ شفاخانہ

(بقیہ ... قربانی مدرسہ)

ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان کا احسان پولیس پر

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ شیخ محمد شریف صاحب ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان نے حال مین عجیب و غریب کارروائی کی ہے جو پولیس کے دیسی عہدہ دارون پر احسان ہے اور اگر پولیس آفیسرز اس کارروائی سے سبق حاصل کرین تو پولیس کے دامن سے رشوت ستانی کا داغ ایک حد تک دور ہو سکتا ہے مین اس واقعہ کو تفصیل سے پھر لکھونگا۔ سردست مختصر ذکر کرتا ہون موضع کالا بالا تہانہ کاہنوان مین ایک میراسی لڑکے پر ایک الزام لگایا گیا۔ شیخ محمد شریف صاحب تفتیش کیلئے موقع پر گئے کارروائی کر چکنے کے بعد انہون نے ایک عجیب انداز سے اس لڑکے کی مان سے کہا کہ کچھ ہمین بھی تو دلا دینا تہا (انکی غرض یہ تھی کہ لوگ ڈپٹی انسپکٹرون کے نام سے رشوت لیتے ہین اور انہین مفت مین بدنام کرتے ہین اس کا بھید معلوم کرنا چاہتے تھے) اسپر اس غریب عورت نے کہا کہ ابھی لیجئے تو ۲۵ روپیہ دیتے ہین فلان فلان شخص سے قرض لیکر۔ چنانچہ انہون نے فوراً ایک ساہوکار کی بہی منگوائی تو اسمین اس تاریخ کو اسیقدر رقم جو وہ بیان کرتی تھی درج تھی شیخ محمد شریف صاحب نے اسپر اپنے دستخط کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہان رپورٹ کی ہے اب اگر اس واقعہ کی تفتیش وہ اپنی خداداد فراست اور عقل سے نہ کرتے تو یہ راز مخفی رہتا اور کل کو بعض شورہ پشت لوگ ایک شریف ڈپٹی انسپکٹر کو بدنام کرتے۔ خصوصاً ایسے کروہ مسلمان تھے۔ مین امید کرتا ہون کہ افسران بالا دست شیخ محمد شریف صاحب کی اس کارروائی پر قابل قدر نوٹس لین گے اور اس قسم کے مجرمون کو قرار واقعی سزا دیکر آیندہ کیلئے ایسی شرارتون کا سدباب کرین گے۔ یہ ایسی قابل قدر کارروائی ہے جو شاید کسی پولیس آفیسر کو آجتک نہین سوجھی میری رائے مین شیخ محمد شریف صاحب محکمہ پولیس کے بھی خاص شکر گذاری کے مستحق ہیں۔ اور قابل قدر ہین۔ (مفصل پھر)

تازہ الہامات

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء رؤیا مین دیکھا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح شور قیامت برپا ہے اور دیکھا، یہ الہام ہوا۔ موتا موتی لگ رہی ہے۔

۳ - مارچ ۱۹۰۵ء کوئی شخص ہے اس سے مین کہتا ہون کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہین کرتا۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹھی بھر کر روپے مجھے دئے ہین اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کیطرح ہے مگر انسان نہین بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونو ہاتھ روپیون سے بھر کر میری جھولی مین ڈالدیے ہین تو وہ اسقدر ہو گئے ہین کہ مین انکو گن نہین سکتا۔ پھر مین نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا کوئی نام نہین۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔ مین نے بہت سا مال دیکھکر دل مین کہا کہ فلان حاجت مند کو کچھ مدد دونگا اور ایک حاجتمند دکھایا گیا خستہ حال قابل رحم۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی تو دیکھتا ہون کہ یہ مکان جواب بن رہا ہے (جسکا اشتہار کشتی نوح مین دیا تہا) سامنے آگیا ہے اسپر ایک معمار بیٹھا ہے اس نے کہا مبارک مین نے کہا خیر مبارک۔

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء لاتاْیسوا من روح اللّٰہ ایک عربی الہام تہا الفاظ مجھے یاد نہین رہے حاصل مطلب یہ ہے

(مکذبون کو نشان دکھایا جاویگا)

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء بہکار مرگ

یہ الہام ظہر اور عصر کے درمیان ہوا تہا جو بابو محمد افضل صاحب کی وفات کے متعلق معلوم ہوتا ہے (ایڈیٹر)

رؤیا وکشوف سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی

یکم مارچ ۱۹۰۵ء رؤیا مین خضر علیہ السلام کی معیت مین مکہ شریف جا کر نماز پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ الہام ہوا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا پھر شیطان کے فریب سے بچنے کی ہدایت ہوئی اور الہام ہوا کان الشیطان للانسان خذولا اس کے بعد الہام ہوا کونوا مع الصادقین زان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا یہ مامور من اللہ مسیح موعود صادق ہے اسکی تقلید عین فرض ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران خاندان رسالت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہین صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد امتحان انٹرنس مین شمولیت کے لئے امرتسر تشریف لیگئے ہین۔ اللہ تعالیٰ اون کا حافظ و ناصر ہو آمین

۲ - موسم مین تبدیلی ہو چلی ہے طاعون کی چھیڑ چھاڑ بدستور جاری ہے گو خفیف ہے اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرما دے آمین۔

۳ - تعلیم الاسلام کالج کے طالب علمون کو امتحان کے لئے رخصت ہوتے وقت حضرت حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل نصائح فرمائین ہے۔

۱ - قرآن شریف کم از کم پانچ آیت ہی سہی ہر روز ضرور ضرور پڑہو خواہ کہین ہو اور جسقدر پڑہو اسپر تدبر کرو۔ فکر کرو۔ اور پھر عمل کی سعی کرو۔

۲ - ہر روز سورۃ فاتحہ سوچکر نمازون کے علاوہ بطور دعا کے پڑہو۔ استغفار کثرت سے پڑہو اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہون اور کمزوریون کے بد نتایج سے محفوظ رکہے۔ پھر معوذتین بھی پڑہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مین ترقی ہو۔ آپ کے دین کا بول بالا ہو۔ اور ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ کی دعا بھی مانگو مجھے اس دعا کے پڑہنے کیلئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تہا۔

۳ - بزرگان ملت کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ ہے الہم زد فزد وہ خدمت دین مین معروف ہین۔

۴ - ۱۲ مارچ کو برادرم محمد افضل ایڈیٹر البدر نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۵ - ضلع منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ جالندہر اور لاہور سے اکثر احباب دارالامان حاضر ہوئے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور میان معراج الدین صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور واپس تشریف لیگئے۔

۶ - مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء تک کیلئے بند کیا گیا۔

ناظرین سے چند منٹ

توسیع اشاعت الحکم

ہفتہ گذشتہ و زیر اشاعت مین مندرجہ ذیل احباب نے توسیع اشاعت الحکم کے کام مین ثواب حاصل کیا۔

۱ - جناب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار (۵)
۲ - مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیان (۶)
۳ - منشی محمد حسین خانصاحب نظروال (۷)
۴ - حکیم فضل الدین صاحب قادیان (۸)
۵ - میان رحمت اللہ صاحب بنگہ (۹)
۶ - منشی امام بخش صاحب مدرس چک ۳۲ (۱۰)
۷ - منشی عبد العزیز صاحب سکنہ ماسٹر سنکترہ (۱۱)
۸ - بابو عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر سنگترہ (۱۲)
۹ - بابو غلام حیدر صاحب قصور (۱۳)
۱۰ - میان محمد یوسف احمدی پشاور (۱۴)
۱۱ - شیخ عبد الرشید صاحب میرٹھ (۱۵ و ۱۶)
۱۲ - محمد شفیع احمدی لودہانہ (۱۷)

علاوہ برین ۲۴ مارچ تک ۱۰ خریدار اپنی درخواست پر نمبرہ خریداران الحکم مین داخل ہوئے اگرچہ یہ رفتار بہت سست ہے تاہم سرپرستان الحکم اس سلسلہ مین کام کرنے کیلئے بیدار ہوئے ہین جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

میری مجوزہ تعداد خریداران ۸۰ مین سے ابھی ۱۷ خریدار ہی آئے ہین ناظرین الحکم توجہ کرین۔

خریداران الحکم کا تبادلہ۔ ہفتہ زیر اشاعت مین صرف ایک بابو عبد السبحان صاحب محکمہ نہر بٹبارے سے سیالکوٹ مین تبدیل ہوئے اب انکا پتہ دویم ڈویژن نہر پر جناب سیالکوٹ ہے۔

تفسیر القرآن کی تبدیل تقطیع۔ تفسیر القرآن ماہوار سلسلہ کی تبدیلی تقطیع کی خبر الحکم مین عرصہ ہوا شایع ہو چکی ہے آجتک صرف تین صاحبون نے (حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور، چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مولوی محمد صاحب مزنگ) اختلاف رائے ظاہر فرمایا ہے۔ افسوس ہے مین کثرت کے مقابلہ مین تین بزرگون کی رائے پر عمل کرنے سے معذور ہون علاوہ برین سردست چھپائی اور کتابت کے مزید اخراجات جو سابقہ تقطیع کی صورت مین پڑتے مین انکے لئے گنجایش نہین۔ سورۃ البقرہ اس تقطیع پر ختم ہو چکی ہے اب سورۃ آل عمران یا جلد دوم اس سے کسیقدر کم سائز پر ہو گی انشاء اللہ۔

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری مضامین کے لئے

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ اس سے پیشتر سال گذشتہ میں نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو یکجا کرکے الحکم کے کالموں میں شایع کردیا تھا۔ اور جہاں جہاں مجھے اعلیٰ حضرت کی تعلیم مل سکی کتابوں۔ اشتہاروں وغیرہ سے اقتباس کی گئی اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کی تفسیر القرآن کو یکجا کردوں۔ امید ہے کہ یہ طریق بھی ناظرین الحکم کے لئے دلچسپ ہونے کے علاوہ مفید ہوگا اور حضرت اقدس کی لائف لکھنے والوں کو انشاء اللہ ایک مفید مدد دینے والا ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اسے نبھا سکوں۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

اس سورۃ کی تفسیر جس کسیقدر بطور نمونہ اس سورۃ کے معارف و حقایق مذکور ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتوں میں سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتوں پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف میں یہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت میں اسقدر تکرار نہیں پایا جاتا اور چونکہ اسلام میں یہ سنت ٹھہر گئی ہے کہ ہر ایک کام کے ابتدا میں جس میں خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑھ لیتے ہیں اس لئے یہ آیت دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹوں اور بڑوں میں شہرت پا گئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بے خبر مطلق ہو تب بھی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اسکو بے خبری نہیں ہوگی۔

اب یہ آیت جن کامل صداقتوں پر مشتمل ہے ان کو بھی سن لینا چاہئے سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بے خبر بندوں کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم کیجائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذایل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اس اسم اعظم کی بہت سی صفات میں سے جو دو صفتیں بسم اللہ میں بیان کیگئی ہیں یعنے صفت رحمانیت و رحیمیت انہیں دو صفتوں کے تقاضا سے کلام الہی کا نزول اور اسکے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا میں اترنا اور بندوں کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بھی تفصیل سے لکھا جائیگا) یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الہی کے جوش سے ظہور میں آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندوں کی بھلائی کیلئے پیدا کیا ہے یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کی رو سے ہی اور کوئی شخص دعوے نہیں کرسکتا کہ یہ چیزیں میرے کسی عمل کی پاداش میں بنائی گئی ہیں۔ اسیطرح خدا کا کلام بھی کہ جو بندوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا وہ بھی اس صفت کے تحت اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہیں کہ یہ دعوے کرسکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر میں خدا کا پاک کلام کہ جو اسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنے والے اور زہد اور عبادت میں زندگی بسر کرنے والے اب تک ہزاروں لوگ گذرے ہیں لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اس کے فرایض اور احکام کو دنیا میں لایا اور اس کے ارادوں سے خلق اللہ کو مطلع کیا انہیں خاص وقتوں میں نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام انہیں لوگوں پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہیں لیکن یہ ہرگز ضرور نہیں کہ ہرجگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضرورات حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضرورات حقہ پیدا ہوگئیں اور زمانہ کی اصلاح کیلئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الہی نازل ہو اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ میں گو لاکھوں آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہوں اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہوں انپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہیں ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو ہاں مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنوں سے ہو جاتے ہیں اور وہ بھی اسوقت کہ جب حکمت الہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہو اور ان دونوں طور کی ضرورتوں میں فرق یہ ہے کہ شریعت حقانی کا نازل ہونا اس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دنیا کے لوگ باعث ضلالت اور گمراہی کے جادہ استقامت سے منحرف ہوگئے ہوں اور ان کے راہ راست پر لانے کیلئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو انکی آفات موجودہ کا بخوبی تدارک کرسکے اور انکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اٹھا سکے اور جس طور کا علاج حالت فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پرزور بیان سے کرسکے لیکن جو مکالمات و مخاطبات اولیاء اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں ان کے لئے غالباً اس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہیں بلکہ بسا اوقات صرف اسیقدر ان مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کے لباس سے متجمل کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ میں کوئی بشارت اسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اس کے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندھیرا ہو جاتا ہے اور کچھ نور باقی نہیں رہتا تو اسوقت تم سمجھ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے اسیطرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگوں کا حال تباہ ہو جاتا ہے تو اسوقت عقلمند لوگ باران رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون میں بھی بعض مہینے برسات کیلئے مقرر کر رکھے ہیں یعنے وہ مہینے جن میں فی الحقیقت مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور ان مہینوں سے جو مہینہ برستا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاتا کہ خاص ان مہینوں میں لوگ زیادہ نیکی کرتے ہیں اور دوسرے مہینوں میں فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ وہ مہینے ہیں جنمیں زمینداروں کو بارش کی ضرورت ہے اور جنمیں بارش کا ہو جانا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کے باعث سے نہیں ہے یعنے طہارت موجب اس کلام کے نزول کی نہیں ہو سکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تھا یا راستی کا بھوکا اور پیاسا تھا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کتب آسمانی کے نزول کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہو کر ایک آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت اپنے کمال کو پہنچ گئی تھی اور ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کرکے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں سو وہ ظلمانی حالت دنیا کیلئے مبارک ہوگئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کیلئے آیا اور دنیا کیلئے اس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی پس یہ خدا کی کامل رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا کہ جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے جسنے حق کو موجود اور باطل کو نابود کرکے دکھلا دیا وہ اسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتھ مرچکی تھی اور بر و بحر میں ایک بھاری فساد واقع ہو چکا تھا پس اس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھایا جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنے زمین مرگئی تھی اب خدا اسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اسی بات کی

بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کیلئے ہوا یہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور باران رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر ان بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے ان کے پاس نہیں رہتی پس رحمان مطلق جیسا جسم کی غذا کو اسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے ہاں یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہو اس پر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالیٰ یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کیوجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کا کلام اسی وقت نازل ہوتا ہے جب فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش آ جائے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بے خبر ہیں۔

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہئے کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے بعد ذکر صفت رحمانیت کے صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اغراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جسقدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جد و جہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسیقدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسیقدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علامات خاصہ مقبولان الٰہی کی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت جو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں مودع ہے یہ ہے کہ یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیجائے جسکی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کیلئے محض تفضل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنے سعی اور کوشش کرنیوالوں کی کوششوں کو ضایع نہیں کرتا بلکہ ان کے جد و جہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور انکی محنت کا پھل انکو عطا فرماتا ہے اور یہ دونوں صفتیں یعنے رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہونچ نہیں سکتا اور اگر غور کر کے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کیلئے یہ دونوں صفتیں ہر وقت اور ہر لحظہ کام میں لگی ہوئی ہیں خدا کی رحمانیت اسوقت سے ظاہر ہو رہی ہے کہ جب انسان ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا سو وہ رحمانیت انسان کے لئے ایسے ایسے اسباب بہم پہونچاتی ہے کہ جو اسکی طاقت سے باہر ہیں اور جنکو وہ کسی حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا اور وہ اسباب کسی عمل کی پاداش میں نہیں دیئے جاتے بلکہ تفضل اور احسان کی راہ سے عطا ہوتے ہیں جیسے نبیوں کا آنا کتابوں کا نازل ہونا بارشوں کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کاموں میں لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ مشرف ہو کر اس دنیا میں آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مدت تک عمر پانا یہ وہ سب امور ہیں کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور میں آتے ہیں اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پا کر خداداد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہانتک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادت الٰہیہ اس طرح پر جاری ہے کہ وہ اسکی کوششوں کو ضایع نہیں ہونے دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہئے کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے ان سب اسباب کو محض لطف اور احسان سے میسّر کر دے کہ جو کلام الٰہی کی متابعت میں جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسّر آ جانا طاقتوں اور قوتوں کا قایم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آ جانا کہ جو آسایش اور امن میں خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آ پڑنا کہ جو دلکو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفت رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضایع ہونے سے بچاوے اور اسکی سعی اور جد و جہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے پس اس طور پر خدا تعالیٰ کی دونوں صفتوں رحمانیت اور رحیمیت سے کلام الٰہی کے شروع کرنے کے وقت بلکہ ہر یک ذیشان کام کے ابتدا میں تبرک اور استمداد چاہنا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جس سے انسان کو حقیقت توحید کی حاصل ہوتی ہے اور اپنے جہل اور بے خبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر مبدء فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئیں بکلی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھکر خداوند قادر مطلق سے اسکی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی یہ صفتیں خود بخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کیلئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اسکی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے۔ جو لوگ اپنی مہمات میں دلی صدق سے دعا مانگتے ہیں اور انکی دعا پورے اخلاص تک پہونچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الٰہی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ ہر یک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ یہی عبودیت اسکو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کرنی چاہئے یہی عبودیت کا جوش ہر یک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قایم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے پس صادق آدمی جس کے روح میں کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لائق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اسکی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اسکی رحمانیت اور رحیمیت ہر یک کام کے انجام کیلئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اس انکسار اور فروتنی کیوجہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔ اس بات کے ثبوت کیواسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پر از تکلف درکار نہیں ہیں بلکہ ہر یک انسان کے روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اسکی صحت پر بتواتر یہ شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اسکی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھکر اپنے کاموں میں اسکا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ ان کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت سے روبخدا ہو جاتے ہیں تو اسکی تائیدیں ان کے شامل حال ہو جاتی ہیں غرض ہر یک شاندار کام کے شروع میں اس مبدء فیض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریق ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کر کے ان نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں۔

جلسۂ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ لوگ انکار اولیاء اللہ کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کیا بگڑتا ہے؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ جو شخص اس معاملہ میں غور کریگا اسے اچھی طرح نظر آجائیگا بلکہ ایسے طور پر نظر آجائیگا جیسے شیشے میں کوئی شکل دیکھ لیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئیے کہ سلب ایمان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو انبیاء علیہم السلام کے انکار سے۔ اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہ مسلم بات ہے دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب جانتے ہیں لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ نبی کہتے ہیں ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں یہ میرا قول ہے۔ یہ میرا نبی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ میری کتاب کو مانو۔ اور میرے احکام پر عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتا۔ اور ان وصایا اور حدود پر جو اسمیں بیان کئے گئے ہیں عمل نہیں کرتا ہے وہ اس سے منکر ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔

لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے اور ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من عادی لی ولیا فاذنتہ للحرب۔

یعنے جو شخص میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھ جنگ کرنے کو طیار ہوتا ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو محبت کرتا ہو ایسی محبت جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے اور ایک دوسرا شخص بار بار کہے کہ یہ مر جاوے یا اور اسی قسم کی دل آزاری کی باتیں کرے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص اس سے کیونکر خوش ہو سکتا ہے؟ اور وہ باپ جسکے بچے کے لئے کوئی بد دعائیں کرتا ہے یا رنجدہ کلمات اسکے حق میں کہتا ہے ایسے شخص سے کب محبت کر سکتا ہے؟ اسیطرح پر اولیاء اللہ بھی اطفال اللہ کا رنگ رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے جسمانی بلوغ کا چولا اتار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے آغوش رحمت میں پرورش پاتے ہیں وہ ان کا متولی متکفل اور ان کے لئے غیرت رکھنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز روزہ رکھنے والا ہو) انکی مخالفت کرتا ہے اور ان کو دکھ دینے پر کمربستہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش مارتی ہے اور ان کی مخالفت کرنیوالوں پر اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اسلئے کہ انہوں نے اس کے ایک محبوب کو دکھ دینا چاہا ہے اسوقت پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے نہ روزہ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اسی ذات کو خوش کرنا تھا جسکو اپنے دوسرے فعل سے ناراض کر لیا ہے پھر وہ رضا کا مقام کیونکر ہے جبتک غضب الٰہی دور نہ ہو اور وہ نادان ان اسباب غضب سے ناواقف ہوتا ہے بلکہ اپنی نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور وہ بجائے اس کے قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے یہانتک کہ بالکل ہی راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ اسطرح پر وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت میں ہے اور آستانہ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوش ربوبیت میں پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا ہے یہانتک کہ اس کا بات کرنا خدا کا بات کرنا ہوتا ہے اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا دشمن رہ کر کوئی شخص مومن کامل کیونکر ہو سکتا ہے؟ اسطرح پر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اسے مغضوب علیہم میں سے بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور انکو ایذا رسانی کبھی اچھا پھل نہیں دے سکتی۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں انکو ستا کر اور دکھ دیکر بھی آرام پا سکتا ہوں وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اسکو دھوکہ دے رہا ہے۔

دوسری وجہ **سلب ایمان** کی یہ ہوتی ہے کہ **ولی اللہ** خدا کے مقرب ہوتے ہیں کیونکہ **ولی** کے معنے قریب کے ہیں یہ لوگ گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھتے ہیں اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہیں جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو۔ اب یہ دونوں برابر کیونکر ہو سکتے ہیں کیونکہ ایک تو ان میں سے ایسا ہے کہ جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہیں ہے خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھیں دیدی ہیں اور ایک بصیرت ایسی عطا کی گئی ہے اسلئے اسکا ہر قول من علی وجہ البصیرت ہے۔ اعمی کیطرح نہیں جو ٹھوکریں کھاتا پھرے اور ٹکریں مارتا ہو بلکہ اسکے دل پر تو خدا تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے اور ہر قدم پر وحی اسکا رہنما اور متکفل بن جاتا ہے شیطان کی شرارت کی تاریکی اسکے نزدیک نہیں آسکتی بلکہ وہ ظلمت جلکر بھسم ہو جاتی ہے۔ یہ پھر سب کچھ نظر آتا ہے۔ وہ جو کچھ بیان کرتا ہے وہ حقائق و معارف ہوتی ہیں وہ جو احادیث کی تاویل کرتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ براہ راست ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سُن لیتا ہے۔ اور اسکی اپنی روایت ہوتی ہے اور دوسرے لوگوں کو ۱۳ سو برس کے وسائط سے کہنا پڑتا ہے جو کچھ کہنا پڑتا ہے۔ پھر ان دونوں کو باہم کیا نسبت؟ اسکا سارا ذخیرہ پاک معارف اور نور ہوتے ہیں۔ لیکن جو اس سے عداوت کرتا ہے وہ اسکی ہر بات کی تکذیب کرتا ہے۔ اور گویا وہ یہ شرط کر لیتا ہے کہ ہر ایک معرفت کا انکار کریگا۔ اور اسطرح پر وہ ہر بات کا انکار کرتا رہتا ہے اور اسکی ایمانی عرفانی دیوار کی اینٹیں گرنی شروع ہو جاتی ہیں۔

جب ایک شخص صراط مستقیم بتلا رہا ہے اور معارف اور حقایق کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور دوسرا اسکی تکذیب کرتا ہے۔ اس مقابلہ میں انجام کار نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی کہ وہ قرآن شریف کے عقاید کے مجموعہ کی تکذیب کرتا ہوا گر جائیگا۔ اور اسی لئے وہ خدا تعالیٰ کا بھی منکر ہو جاتا ہے اور **سلب ایمان** کا باعث بنتا ہے۔

غرض اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ اسواسطے ہمیشہ اولیاء اللہ کے انکار سے بچنا چاہئیے یہودیوں پر جو آفت آئی اور وہ مغضوب ہوئے اسکی بڑی بھاری وجہ یہی تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلین سے انکار کرتے رہے اور ہمیشہ انکی مخالفت اور ایذا رسانی میں حصہ لیتے رہے اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا۔

پھر میں اپنے پہلے کلام کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس امت میں بڑی بڑی استعدادیں رکھدی ہیں یہانتک کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بھی حدیث میں آیا ہے اگرچہ محدثین کو اسپر جرح ہو مگر ہمارا نور قلب اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے اور ہم بلا چون و چرا اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ اور بذریعہ کشف بھی کسی نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ اگر کی ہے تو تصدیق ہی کی ہے اس حدیث کے یہ معنے نہیں کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔ لیکن علماء کے لفظ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئیے یہ لوگ الفاظ پر اڑے ہوئے ہیں اور ان کے معانی کی تہ تک نہیں پہنچے ......

...... یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کی تفسیر میں آگے نہیں چلتے۔

عالم ربانی سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ صرف و نحو یا منطق میں بے مثل ہو۔ بلکہ عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اسکی زبان بیہودہ نہ چلے مگر آج یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ مردہ شو تک بھی اپنے آپکو علماء کہلاتے ہیں۔ اور اس لفظ کو ذات میں داخل کر لیا ہے اسطرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اسکا مفہوم لیا گیا ہے۔ ورنہ قرآن شریف میں تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو علماء ہیں۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جن لوگوں میں یہ صفات خوف و خشیت اور تقویٰ اللہ کی نہ پائے جاویں وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

اصل میں علماء عالم کی جمع ہے اور اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے یہ نہ یونانیوں کے فلسفہ سے ملتا ہے۔ نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مومن کا معراج اور کمال یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہونچے۔ اور وہ حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے۔ لیکن جو شخص علوم حقہ سے بہرہ ور نہیں ہیں اور معرفت اور بصیرت کی راہیں انپر کھلی ہوئی نہیں ہیں وہ خود عالم کہلائیں۔ مگر علم کی خوبیوں اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے انہیں پایا نہیں جاتا۔ بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان میں ہیں یہ اپنی آخرت دخان اور تاریکی سے بھر لیتے ہیں انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی۔ جو اس دنیا میں اندھا ہوتا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اٹھایا جاویگا جسکو یہاں علم و بصیرت اور معرفت نہیں دیگئی ہے وہاں کیا ملیگا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھ اسی دنیا سے لیجانی پڑتی ہے۔ جو یہاں ایسی آنکھ پیدا نہیں کرتا ہے یہ توقع نہیں رکھنی چاہئیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔

لیکن جن لوگوں کو سچی معرفت اور بصیرت دیجاتی ہے اور وہ علم جسکا نتیجہ خشیۃ اللہ ہے عطا کیا جاتا ہے وہ وہ ہیں جنکو اس حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اس امت کو دیا ہے جو شخص ان حقایق و معارف کو پا لیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں اسی کو وہ علم ملتا ہے جو اسکو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔ ہاں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتھیار دیا گیا ہے اگر وہ اس سے کام نہ لے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے نہ کہ اس ہتھیار کا۔

اسوقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تھی جو انکو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی کو نکالتی ہے لیکن انہوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اسکی پاک تعلیموں کی پروا نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں یہانتک کہ اب اگر حقیقی اسلام ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ اس سے بکلی بیخبر اور غافل ہیں اسلئے حقیقی مومن کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔

(باقی دارد)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء

از تعجب است باین دلیل بیہودہ مولوی اگر بالمقابل این دلیل اہل ہنود بگویند کہ رسم دسہرہ و ہولی شوکت مذہب اہل ہنود را زیادہ میکند چہ جواب خواہی گفت ۔ القصہ باید کہ این امر را اگر راجواب معقول دادہ شود تا نزد اہل حق تسلیم کردہ آید و بہ ثبوت رسد کہ در زمانہ خود نبی اللہ و در عہد فیض مہد علیاً ولی اللہ و در زمانہ دیگر ائمہ ہدیٰ این سنت تعزیہ داری معروف استمرار چنانچہ گفتم جاری بود و از حیثیت فی الحال ہم در مومنین مخلصین ہمان سنت رسول و ائمہ ہدیٰ اول است و تا این سخنہائے بہ ثبوت نرسد سنت موکد بودن گریہ وغیرہ و سنیت وہی کہ نزد اہل علم قابل قبول نیست فتدبر۔

از کتب کہ غیر تواریخ اما سیاست ہمیشود کہ معز الدولہ دیلمی در بغداد اول بنار ماتم داری نہادہ مجلس ہائے پرشی قایم کردہ بود ایرانیان از وے تقلید کردند و علمہائے را اول اول ہمان معز الدولہ نہادہ بود و در خاندان عباسیہ اول اول لباس سیاہ رائج بود و در عروج خاندان صفویہ این ہمہ امورات مذہبیہ ازدیاد پذیرفت حتی اینکہ شبیہ شمر و یزید و حرملہ و امام حسین و سکینہ ہمہ ساختند و اکثر اوقات در ایام محرم بسیار قتل و مقاتلہ واقع مے شد بحقات صحیح شنیدم کہ ہر سال در عشرہ محرم فی الحال ہم بمقامات نجف و کربلا و سرمن رأے بالخصوص دو سہ قتل ناحق واقع میشوند۔ باستماع رسیدہ کہ مردم ایران فی الحال رسم شبیہ سازی بند کردند معلوم نیست کہ این خبر تا بچہ حد صحیح و قابل اعتبار است۔

خلاصہ اینکہ امیر تیمور در ہندوستان موجد عزاداری بود و از علماء عراق و شام فتویٰ جواز عزاداری گرفتہ بود بعد ازان امراء دکن و حیدرآباد پابند طریقہ و رسم عزاداری ایرانیان شدند خاندان قطب شاہ در گولکنڈہ و حیدرآباد در عشرہ محرم علمہائے خورد مے نہادند کہ در طول یک گز یا دو گز مے بودند و آن علمہائے را مردمان بطواف زیارت میکردند نذر و نیاز آن علمہائے می آوردند گرہ ہائے مطالب و حاجات بآن علمہائے مے بستند برائے قضاء حوائج عرایض بآن علمہائے مے بستند ۔ ذریعہ

حسن از علماء مذکور می خواستند این ابتدا احداث بدعات بود حالا در اکناف عالم خصوصاً در تمام ہندوستان این بدعات شیوع یافتہ ہزارہا تابوت و تعزیہ و علمہا و گہوارہ ہا مردم بہر صنف می سازند و ہزارہا بلکہ لکوکہا روپیہ در طیاری این تابوت ہا و بہ تبذیر صرف میشود و تا الیوم روز بروز اختلاف این بدعات رنگ تازہ دارند کہ بیشمار و ازدیاد پذیرفتہ کہ الامان والحفیظ۔ من خود در شہر کلکتہ بامام باڑہ خضر پور کہ فی الحال در تحت ولایت اولاد واجد علی شاہ است رفتہ از ملا حسن کہ منشی امام و منتظم امام باڑہ بود و صد روپیہ ماہوار تنخواہ از سرکار داشت و ذکر بلاد عتبات گشتہ آمدہ بود بعضے حالات دریافت کردم ہمچارہ در ان ایام علیلہ بیمار بود و ارادہ داشت کہ ملازمت رنگینہ را استعفا بدہد بعد دریافت اظہار کرد کہ اگرچہ دو وجہ ارادہ ترک ملازمت دارم اول اینکہ ہزارہا روپیہ در عشرہ محرم و تمامے ایام سال خرچ باڑہ است و ہمہ اخراجات بدون تصدیق من سرکار بیجا و در خرج از عامرہ برامدے کنند و چون روپیہ بنام میشود اولاد واجد علیشاہ یعنی شاہزادگان زیادہ از نصف روپیہ در مصارف تعیش و ساز و رنگ خود بکار مے برند و در باقی نصفش ہم ملازمان شاہزادگان خود غرضان دست رہائے زنند و از دیانت خرج نے شود۔ وبال این ہمہ صرف بیجا بذمہ من آید زیرا کہ روپیہ بتصدیق من برآمدہ مے شود دوم اینکہ بر وقت ہمراہ برداشتن تعزیہ ہائے انگریزی باجہ ہائے و کرنا ہائے و دوق ہا مے زنند ہمچنانکہ اہل ہنود بنگالہ در ایام دسہرہ ہمراہ تابوت ہائے این کارہا میکنند و این مشابہت با اہل ہنود خیلے گناہ دارد و وجہ فرق و امتیاز در افعال ما و اہل ہنود باشد اما ہم پیشوایان خود در ہائے کنند و ما ہم ادا می کنیم از حیثیت متعلق مے شوم کہ چنین ملازمت مشوم معصیت است ہر چند منع کردم منع نمیشوند گویند این طریق و رسم آباؤ اجداد ماست حالا وقت بادشاہ بسلسلہ آمدہ است حالا یادگار بادشاہ را بند نکنیم واقعہ دوم چشم دید خود عرض مے کنیم وسط در شہر کلکتہ امام باڑہ کہ جائی کربلائے واقع است در دور عید فطر ۱۳۲۰ حقیر نیز در ان جا اتفاق نماز ادا و قریب پنج ہزار مردم اہل تشیع از برائے نماز عید حاضر بودند اما خیلے تعجب کرد پنج ہزار نفر اما سید یک شخص نبود کہ امام نماز شود آخر قریب یک بجہ روز ملا محمود نام شخصے راکہ ہر دو پا مفلوج بود دو نفر کرسی نشاندہ آوردند چون از ہر دو پا مفلوج بود دستے توانست کہ بایستد

و او نشستہ بہ پیش امامی کرد طرفہ اینکہ در فارسی گفت نیت فرادا کنید۔ و این سخن او را غالب مردم نفہمیدند تا نماز مفلوج باتمام رسید ہمہ مردم باو مصافحہ مے کردند و بطرف او طاق در رفتند حقیر نا بلا بود تا مسے ایشان کردم دیدم در یک طاق تصویر قلمی بزرگ بر کاغذ بزرگے کشیدہ اند و بر دیوار نصب است۔ پرسیدم این چہ تصویر است گفتند امام حسین علیہ السلام است و بر اسپ سوار است روئے اسپ تصویر جراحت نقش کردہ اند تیر و کمان در دست دارد۔ و در دست حسین تصویر علی اصغر کشیدہ اند کہ بر سینے آید و بر تصویر حسین و علی اصغر دست مالیدہ بر روئے خود میکشند و گریہ میکنند بر تصویر جراحت ہائے انداز و دو دست بہ وزوہ تصویر را مخاطب کردہ میگویند ملعون این چہ کار کردی۔ این است طریقہ عبادت و طرز عزاداری مومنین مذہب باید کرد کہ ابتدا از شبیہ ہائے چہ مراد داشتہ بودند حالا ہمراہ شان چہ سلوک و عمل مے کنند گویا نقل را اصل پنداشتہ در طریق عبادت شامل ساختہ اند۔ آخر ما اہل اسلام را لازم است کہ فکر کنند و علما را واجب است کہ منع کنند و مولوی صاحب مطلع سے فرمائید مقدمہ واجب واجب است مگر این مے گویند کہ مقدمہ بدعت بدعت است آخر این طریق و طرز عمل کہ منجر بہ بدعت و شرک است چرا بدعت نباشد و ظاہر است کہ در خیر القرون از عمل اہلبیت و صحابہ این سخن ہا ثابت نیست اگر علماء فتویٰ جائز و ناجائز نے دادند مردم عامی ہمراہ شبیہا شتاقی داخل ہم و علم این کارہا نمے کردند۔ آخرائے مولوی از خدا بترس و بگو کہ چون گوسفند زیر قدم ہائے دلدل و علم ذبح مے کنند و مردم مومن بطریق نذر اکل مے کنند حلال است خوردن آن (وما ذبح علی النصب) (وما اہل بہ لغیر اللہ)
حیف است کہ این طرز عمل را مستحب مے گوید یا مقدمہ مستحب مولوی قرار دہیم و از محدثات تازہ و بدعات جدید اعتراض کنیم۔

و آنچہ مولوی صاحب در باب عمل رسول و عائشہ در ایام حج اشارہ کردہ تعجب است اگر کسے ببیند باید دیگری ہم ببیند یا وجہت کردن باین عمل شان کہ نہ در فرایض و نہ در واجبات و نہ در مستحبات و نہ در ارکان حج داخل است کار اہل عقل نیست تا طرز عمل خود را مستحب کہ قرار میدہد و معلوم نیست کہ ہیچ یک از اہل علم عمل کشیدن ملا از ارکان یا سنن حج شمار کنند و آنچہ مولوی صاحب بطریق مجبوری اشارہ بہ جنگ جمل کردہ۔ بیاد داریم کہ حضرت صدیقہ بر شتر سوار شدہ کار زار کرد و علی مرتضیٰ علیہ السلام باجماع امت امام زمانش بود ہم گمان نیم

سید انیم کہ حضرت صدیقہ بنص قرآنی مادر علی مرتضیٰ علیہ السلام بود (وازواجہ امہاتہم) و حق مادر را قاتلان ہمہ دانند۔ الحق کہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ چنان رعایت حق مادر خود نگہداشت و حق رسول را چنان محافظت کرد اگر دشمنان صدیقہ را آتش حسد بسوزد جائے عجب نیست کہ امیر المومنین علی علیہ السلام با وے سلوک و رعایت کرد ظاہر من الشمس است طرز عمل و سلوک علی مرتضیٰ تا قیامت از برائے سیاہ روئی دشمنان حضرت صدیقہ کافی است و حاجت بدلیل نمے ندارد و نفہم۔

این بود جواب الزامی اما جواب تحقیقی این است کہ از جنگ مناقشات طوائف مومنین خداوند عالم در کتاب مجید خویش خود خبر دادہ است از ابتدا آیت تا آخر تلاوت کن۔

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احداہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین الخ (س الحجرات)

این است آنچہ خداوند عالم در کتاب مجید خویش از مناقشہ مومنین قبل از وقوع آن خبر دادہ است و ہر دو طائفہ را از مومنین شمردہ پس از ہر دو طائفہ عایشہ و علی طایفہ علی و معاویہ اشارۃ النص واقع است۔

پس اگر عاقل ہستی از برائے تو اشارہ کافی است۔ فتدبر۔

باقی آنچہ مولوی صاحب آیہ انفسنا و انفسکم در بحث آوردہ این لطائف الحیل از برائے کسے موجب اشتباہ گردد کہ از قرآن و تعلیمش غافل باشد۔ الحمد کسے کہ تدبر فی القرآن در نور العمل دارد باین گندم نما جو فروشی از قدم استقلال نمے شود۔ در قرآن کریم ہر روز مے خوانیم۔ ولا تخرجوا انفسکم من دیارکم
ثم انتم ہولاء تقتلون انفسکم۔
جعل لکم من انفسکم ازواجا۔
ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔
ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب۔
فسلموا علی انفسکم۔
اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم۔
لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ لفہم

(باقی آئندہ)

عُجب و ریا

حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جس قدر شرکِ اصغر کے پاس نہ پھٹکنا" لوگوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ شرکِ اصغر کیا چیز ہے؟" ارشاد ہو "ریا کاری"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں (۱) حرص جو انسان کو اپنے قابو میں کرے (۲) ہوس جسکا انسان بندہ بن جائے۔ اور (۳) غرور جو انسان کو اپنے اوپر ہو" حدیث میں آیا ہے کہ عبادت پر غرور کرنے سے یہ اچھا ہے کہ انسان عبادت ہی نہ کرے۔" بعض علماء کا قول ہے کہ "وہ ہنسنے والا جسے اپنے گناہ کا اقرار ہو اوس رونے والے سے اچھا ہے جو اپنی عبادت پر دعوے رکھتا ہو۔" یہ بھی عقلمند کا خیال ہے کہ "وہ برائی جو تجھ میں داغ لگا دے اوس بھلائی سے اچھی ہے جس پر کسی کو ناز ہو۔"

حسن بصری فرماتے ہیں "انسان جلوت میں اپنی مذمت کرے تو خلوت میں گویا اسکی تعریف ہوتی ہے۔" علما کہتے ہیں کہ "جس نے اپنے نفس کے عیوب ظاہر کر دئے اُس نے اُسے پاک و صاف کر دیا۔"

ثابت بنانی کہتے ہیں "میں ایک مرتبہ داؤد کے پاس گیا۔ تو انہوں نے پوچھا "کہاں آئے؟" عرض کیا "آپ کی زیارت کو" بولے "میں کون ہوں جس کی زیارت کو کوئی آئے۔ مجھے زاہدوں میں سمجھتے ہو؟ خدا کی قسم نہیں۔ عابدوں میں خیال کرتے ہو۔ بخدا نہیں" پھر اپنے نفس کی طرف خطاب کر کے اُسے زجر و توبیخ کرنے لگے اور فرمایا "جوانی میں تو بدکار رہتا۔ اب بڈھا ہوا تو ریاکار ہو گیا۔ اور خدا کی قسم ریاکار بدکار سے بدتر ہے۔"

دو عابدوں سے باہم ملاقات ہوئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا "خدا کی قسم مجھے تم سے محبت ہے اور خالصۃً لوجہ اللہ محبت" اُس نے جواب دیا "لیکن اگر تم میری اندرونی حالت سے واقف ہوتے تو خدا کی قسم میرے دشمن ہو جاتے اور وہ دشمنی بھی خالصۃً لوجہ اللہ ہوتی"۔

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا "تمہاری قوم کا سردار کون ہے؟" جواب دیا "میں خود ہوں" کہا "اگر تم حقیقۃً سردار قوم ہوتے تو اپنی زبان سے نہ کہتے" احنف نے نماز پڑھی اور بہت اختصار کے ساتھ۔ لوگوں نے کہا "آپ ہی مختصر نماز پڑھتے ہیں" جواب دیا "ہاں اس میں ریا کا بہت کم میل ہے۔"

ریا کاری کی شان ہی عجیب ہوتی ہے۔ ایک شخص نے بہت ٹھہر ٹھہر کے نماز پڑھی کسی نے کہا "آپ نے کیسی اچھی نماز پڑھی ہے!" جواب دیا "اور لطف یہ کہ میں روزے سے بھی ہوں۔"

یہی حال طاہر بن حسین کا بھی ہوا۔ ابو عبداللہ مروزی نے اُس سے پوچھا "آپ کو عراق میں آئے کتنا زمانہ ہوا؟" کہا "بیس سال۔ اور بیس برس سے میں بلا ناغہ روزے رکھا کرتا ہوں۔" ابو عبداللہ نے کہا "میں نے تو ایک ہی بات پوچھی تھی۔"

اسی سبب سے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ "ایک چیز سے سخت پرہیز کرنا" پوچھا کس چیز سے؟ کہا "اس بات سے کہ دل میں تو تم فاجر ہو مگر لوگوں کو یہ دکھاؤ کہ خدا سے ڈرتے ہو۔" اور حضرت رسالت مآب بابی انت و امی یا رسول اللہ ارشاد فرماتے ہیں "جو شخص اپنے باطن کو سنوارتا ہے اللہ اُس کے ظاہر کو بھی سنوار دیتا ہے۔" اور یہ بھی ارشادات نبوت میں سے ہے "انسان اپنے باطن کو جیسا رکھتا ہے ویسی ہی چادر خدا بھی اوسے اوڑھا دیا کرتا ہے۔ اگر اچھا باطن ہوا تو اچھی چادر اور برا ہوا تو بری چادر۔"

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت

سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت مرض موت میں مبتلا تھے اور بستر مرگ پر لیٹے ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی تھی۔ جو ہر مسلمان کے لئے ذریعہ نجات ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔ "میری وصیت ہے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ کے لئے بعض اعمال رات کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ دن کو نہیں قبول کرتا۔ اور بعض اعمال دن کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ رات کو نہیں قبول کرتا۔ اور جب تک انسان اپنے فرائض کو نہ ادا کرے اس کی نفل عبادتیں نہیں مقبول ہوتیں۔ بلکہ اُس کا بھاری ہے جس کا پلہ پیروی حق اور ناگوار ہونے پر بھی حق کے اختیار کرنے کے باعث قیامت کے دن بھاری ہو۔ اور پلہ اُس کا ہلکا ہے جس کا پلہ قیامت کے دن اس سبب سے کہ وہ دنیا میں جھوٹ سمجھ کے اختیار کرتا رہا ہلکا ہو۔ اللہ جل شانہ نے اہل جنت کے تذکرے میں اُن کے اچھے اعمال بتائے ہیں اور اون کے برے کاموں سے درگذر کی ہے میں نے جو اون کا حال سنا تو دل میں ڈرا کہ "ان لوگوں میں میرا شمار نہ ہوگا" اور دوزخیوں کے تذکرہ میں اللہ جل شانہ نے اون کے بدترین اعمال بتائے ہیں اور اون کی نیکیوں سے سکوت کیا ہے۔ جب میں نے اون کا حال سنا تو دل میں کہا کہ "ان سے تو میں اچھا ہوں" خداوند تعالے نے آیۂ رحمت کے ساتھ آیۂ عذاب بیان کی ہے۔ تاکہ بندہ کے دل میں شوق بھی پیدا ہو اوس سے ڈرتا بھی رہے اور سوا اوس چیز کے جسکا مستحق ہو اور کسی چیز کی اوس سے تمنا نہ کرے۔ میری اس وصیت کو اگر تم نے یاد رکھا تو کوئی غایب چیز تمہیں موت سے زیادہ عزیز نہ ہو گی۔ جو آنے ہی کی ہے۔ اور اگر یہ وصیت بھلا دی تو کوئی غایب چیز تمہاری نظر میں موت سے زیادہ ناگوار نہ ہو گی۔ اور تم اوسے روک نہ سکو گے۔"

(العرفان)

دشمنوں میں پھوٹ

نمبر ۳

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کی سنو

ابوالوفاء کی بیوفائی

(بر عکس نہند نام زنگی کافور)

ناظرین! اخوان دین!! مضمون نصیحت نامہ کو پڑھ کر آپ صاحبوں پر میری نیک نیتی اور بیچ عزیز ثناء امرتسری خیر خواہی کا یقین ہوا ہوگا۔ اس خیر خواہی کے مقابلہ میں اس بیوفا نے یہ بیوفائی ظہور میں آئی کہ اس نے جوابات اربعین میں رسالہ الکلام المبین شایع کیا تو اسمیں مشتمہ مین اربعین کو چھوڑ کر اس اشاعت اربعین میں عاجز کو اپنا نشانہ بنایا اور سب سے زیادہ اس ناتوان پر غصہ نکالا۔ خاکسار کے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۰ سے مضمون اہل حدیث میں نا اتفاقی نقل کیا اور رنگی عبارت کے ضمن میں بریکٹ (خطوحدانی) لگا کر انمیں کمال طعن و توہین۔ و گستاخی و بے ادبی سے خاکسار کا مقابلہ کیا اور بیت مشہور۔ کسی نیاموخت علم تیر از من۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد۔ کے مضمون پر عمل کر کے دکھا دیا۔ باوجودیکہ اس نے اپنے رسالہ کے متعدد مقامات میں صاف اعتراف کیا اور کہا کہ آپ (خاکسار) اشاعت اس تحریر پر راضی نہتھے بلکہ یہ تحریر آپکی مرضی کے مخالف خلاف معاہدہ چھاپی گئی ہے جسکا ان کو سخت رنج ہے۔ اور صفحہ میں کہا ہے "جو تیرے بزرگ اس تحریک (۱) باہمی صفائی اور مخالفت اشاعت اربعین کا محرک مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں باوجود خفگی اور دباؤ کے آپ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اربعین شایع ہو۔ میرا کیا اب میں میرے ایک کاروگی عبارت نقل کی اور میں کیا کہ اس خط کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی کرم الدین صاحب جہلمی اور مولوی نور محمد صاحب امرتسری کے روبرو کہا کہ میں اربعین کو شایع نہ ہونے دوں گا۔ اس تحریر اور تقریر سے مولویصاحب کا دلی منشاء معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب اس اختلاف کو باہمی طے کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ خاندان غزنویہ نے کسی مصلح قوم کی نہ سنی۔ اور صفحہ ۳۰ میں کہا ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کے منشاء کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ میں اس کے جیسے کا مخالف تھا مگر خاندان غزنویہ نے میری ترمیم ایک جگہ اس رسالہ میں میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ جیسے یہ بندوق (تحریر مسند اربعین) توڑنے کے واسطے بھری تھی کسینے چلا دی جسنے بہت خلقت بیران اعتراضات کے ساتھ رسالہ میں صرف یہ لکھ کر جو نکہ یہ تحریر شایع شدہ ہے اس لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ مجھے اپنا مخاطب بنا لیا۔ اور بہت بری طرح مجھ سے خطاب کیا۔ میں اس شوخی اور گستاخی عزیز مذکور کا اپیل عیان المودیث خصوصاً مولوی محمد عبد الصمد صاحب ... غزنوی مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی۔ مولوی ابو یحیی صاحب شاہجہانپوری کی خدمات میں پیش کرتا ہوں۔ اور ان سے داد انصاف چاہتا ہوں کہ کیا اس خیر خواہی کا (جو آج تک اس عزیز سے ختمین کی ہے) یہی صلہ تھا کہ اس شوخ لڑکے نے اپنے بوڑھے روحانی باپ سے بیوفائی کی اور اسکو اربعین کا مخبر صادق اور اسکی اشاعت کا مانع و عائق جان کر سب غیر کے فعل (اشاعت تحریر خاکسار) پر اسکی توہین کی۔ اب اگر کوئی کسے کہ تم نے ایسی تحریریں کیوں کی جسکی غیر نے اشاعت کر دی تو اس کا جواب وہ عزیز خود ہی دے چکا ہے کہ اسکو ڈرانے اور دھمکانے کو اور اس سے توافق اہلحدیث چھوڑنے اور اتباع سنت کرانے کو سے گروہ نے ملکوہ شرع مرض۔ و مصلحۃً آج تک اسکی خیر خواہی دل جوئی ورزی بھی عمل میں آتی رہی۔ سے جو رنگ زن کہ جراحت مرہم است۔ اس پر اگر عزیز شوخ یہ سوال کرے کہ مجھے ڈرانے اور دھمکانے کیلئے جو تم نے کہا ہے حق اور دل سے کہا ہے یا ناحق کہکر ڈرایا

اور دہمکایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے الحق و الحق الحق اقول و علی الحق الکلمت و به اصول۔ مین نے جو کچھ اپنی تحریر میں کہا ہے وہ بقول مولوی کرم الدین صاحب جہلمی مصنف ۱۳ الکلام المبین قافیہ بندی فضول نہین ہے۔ بلکہ سر سر حق اور حقیق بالقبول ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب کو تم منصف مان لو یا ہے رسالہ الکلام المبین مصدقین محدثین بنگال و دہلی و سلہٹ و پنجاب مین سے کسی محدث کو منصف تسلیم کر لو پہر اگر میرے تحریری یا تقریری بیان و دلایل کو سنکر منصف نے مان لیا کہ جو کچھ مینے اس تحریر مین کہا ہے وہ لایق حق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس نہ لینا ورنہ مین تمہارا توہان لونگا اور استاذ ہو کر شاگردی کا اقبال کرونگا تمہارے جیسے شوخ کو اس سے بڑہکر کونسی دولت ملسکتی ہے۔ اسپر اگر وہ شوخ نغز یہ سوال کرے کہ بنگال اور دہلی و پنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین نے تو فیصلہ کر دیا اور مجھے تحریرون مین داخل اور اہلحدیث سے خارج کرنیکو غلط اور بالکل غلط اقرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام المبین مین درج ہو چکی ہین اس سے زیادہ کوئی منصف کیا کریگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کرنیوالون مین بعض حضرات تو ایسے ہین جن کو یہ خاکسار ہیچکارہ عالم محدث نہین مانتا اور انکے فیصلہ و تعریف کو اس بیت صائب کا مصداق جانتا ہے۔

صائب دو چیز میشکند قدر شعر را
تعریف ناشناس و سکوت قدر شناس

۔ وہذا انکی تقریظات کو مینے ان کے نام ہی دیکہکر کان لم یکن سمجہا اور سرسری نظر سے بہی انکو نہ دیکہا۔ اور بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم و اہلحدیث مین تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکہکر صرف حسن ظنی سے نہ تحقیق و تدقیق و تعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف مین کچہہ لکہدیا اور ؎ تو مرا حاجی بگو من ترا۔ پر عمل کیا ہے۔ پہر جب انہون نے اربعین کو اعتراضات و تعقبات کو دیکہا تو اپنی تقریظات و تعریفات سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ اس مضمون کی ان کی تقریظات و تحریرات اربعین مین درج ہین اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آ چکے ہین۔

تم نے عام مسلمانون کو اور خاصکر فرقہ اہلحدیث کے علمون کو دہوکا دیا ہے کہ انکی تقریظات منسوخہ مرجوع عنہا کو درج کلام المبین کر دیا اور یہ جتایا کہ اب تک انکی خیالات میری تفسیر کی تعریف مین ہین اور وعید لیس منا من غشنا و لعنة الله علی الکاذبین سے

اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض حضرات نے جو اربعین اور الکلام المبین کو دیکہنے کے بعد تم کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرنے اور نیچریون مین داخل کرنے کو غلط کہا ہے انہون نے یکطرفہ فیصلہ کیا ہے اور تم کو تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا مصداق بنایا ان کو لازم تہا کہ مجہسے میرے فتوی کی تعلیل و دلایل پوچہتے نہ یہ کہ گہر مین بیٹہے مجہپر یہ حکم لگاتے کہ جو کچہ مینے کہا غلط کہا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔ فتوی مین دلایل اور نہین لکہے جاتے خصوصًا اس فتوے مین جسکی اشاعت مفتی کو منظور نہ ہو اور وہ باعتراف تمہارے دکہلانے اور ڈرانے کیلئے لکہا گیا ہو و ہذا ان حضرات جلدبازون نے تمہارے رسالہ الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم جنکی زیادہ تفصیل تمہاری رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول و دوم و سوم مین ہوئی ہے غور سے نہین پڑہا آیندہ وہ ان دو نو رسالہ کی فصول ثلاثہ کو غور سے پڑہین گے یا میرے بیان و دلایل جو مین ان ہر سہ فصول کے متعلق ان کے سامنے تحریر یا تقریر مین لاؤنگا غور سے سنینگے یا پڑہین گے تو انشاء اللہ تعالی وہ ایک سنٹ مین میرے ہمعیفر ہو جائین گے۔ اور تمہارے خارج از اہل سنت و اہلحدیث ہونیکا دل و جان سے اقرار کرین گے۔ وہ مجہسے بخوبی واقف مین۔ مین ان سے اچہی طرح واقفیت اور دوستی رکہتا ہون۔ جب مین اور وہ ایک دوسرے کے سنین گے تو ایک ہو جائین گے۔ اور ان ابیات

من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

جذبہ وصل بحد یست میان من و تو
کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

توهم و ٦ شینا بلیس مزاره
فهم یسعے بیننا بالتباعد
فعانقته حتی اتحد نا تعانقا
فلما اتی ما رای غیر واحد

کے مصداق ہو جائین گے۔ مین ابہی اپنی تحریر کو کے دلایل کہتا اور تمہارے حامیون اور پبلک اہلحدیث پر ظاہر کر دیتا کہ تم اہلحدیث نہین ہو۔ مگر مین ابہی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا ہون۔ اور پبلکی مباحثہ کر کے تمہارا اہل حدیث ہونا ملیامیٹ مناسب نہین کرتا کیونکہ اب تک مین امید رکہتا ہون کہ ؎ مردے از غیب برون آید و کارے بکند کوئی مصلح قوم خصوصًا محدثین مصدقین الکلام المبین سے تم کو پرائیویٹ فیصلہ کی طرف بلاوے اور تمہے تمہاری تندی و شوخی جو جوانی کے لوازم سے ہے۔ کاملین سے گر سوخ زخم برنگ گہ نہائے خرم خرم ساقیا مرنج زمن عالم جوانی است ❊ اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی اور نے بہی جماعت

اہلحدیث سے تمہارا اتحاد و قایم رکہنے کے واسطے اپنا وقت خرچ نہ کیا تو پہر تم ہو اور مین ہون اور رسالہ اشاعۃ السنہ ہے۔ اور تمہاری تحریرات ہین اشاعۃ السنہ سے تم بخوبی واقف ہو اور اسکی ملتہ سالہا سال سے تم دیکہتے اور مانتے چلے آتے ہو۔ آجتک کون اس کے مقابلہ مین عہدہ برا ہوا اور اور کون اس کا مخالف ایسا گذرا ہے جسکو اس نے اپنے جواب سے ساکت نہین کر دیا۔ تم تو ابہی بچہ ہو اور کے آدمی وکے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک دو میدانون مین تمہاری چوکڑی بہلادیگا اور تمہاری انشا پردازی اور شعر بازی چہوڑا دے گا۔ بہتر ہے کہ تم اشاعۃ السنہ کو بنا مقابل نہ بناؤ اور اپنے آپ ایک مسلم روزگار استاذ کا یہ شعر سناؤ ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

آیندہ اختیار۔ **ما علینا الا البلاغ**

راقم ابو سعید محمد حسین

ابہی کوئی کسر باقی ہے؟

ہمارے قدیمی عیسائی دوست جنکو مرزا صاحب بالخصوص سید بنا کر چہوڑا ہے۔ اور ان کو ایک کثیر عرصہ کیلئے جواب دینے کیلئے زیر بار کر رکہا ہے کبہی نہ کبہی ادہر ادہر سے فضول اعتراض اہل اسلام پر ایک آدہ کر ہی چہوڑتے ہین۔ یہ ایک ورنی بات ہے۔ کہ ان کے پیش کردہ اعتراضات خواہ سراسر ہی غلط ہون۔

حال مین صدائے بشیر جسکو تعصب نے بری طرح تنگ کیا ہے۔ خود ہی ایک بات کو غیر مسلم مان کر اعتراض کرنے کے بغیر نہین رہسکا۔ لکہتا ہے۔ کہ "محمدیون نے غوث اعظم محی الدین کے فارسی دیوان کی ہر غزل پر لکہا ہے۔ کہ اتنے بار پڑہنے سے فلان حاجت رفع ہوتی ہے۔ فلان غزل دن مین سو مرتبہ پڑہنے سے گناہون سے خلاصی ہوتی ہے۔ الخ۔ پہر آگے چل کر خود ہی رقمطراز ہے۔ کہ

"مگر اسکا ذکر نہ قرآن مین نہ حدیث مین تذکرہ"۔
"یہ تو صرف تمنائین ہین"۔

جب آپ کو معلوم تہا کہ اس کا ذکر قرآن کریم مین نہین ہے تو پہر آپ نے ایک بات کو خود ہی غیر مسلم مان کر پیش کرنے کی تکلیف کیون گوارا کی معلوم ہو گیا کہ آپ کے اندر تعصب کا جوش جو

داخل ہو گیا تہا۔ وہ آخر کسیطرح تو نکلنا ہی تہا۔ پہر یہ فرمایئے کہ حضرت پیر صاحب کا کونسا دیوان ہے۔ جسکی فارسی غزلون پر یہ لکہا ہے۔ انکی تو زبان ہی عربی تہی یہ آپ کا سفید جہوٹ اور غلطبہت سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔

مگر در اصل یہ بات ہے۔ کہ تم لوگ بہی اپنی قلعی کہلوائے بغیر بہی نہین رہسکتے۔

لیجیے سنئے۔ آپ کے یسوع کی پیدایش متی باب (۱) ۱۸۔۱۹۔ یوسف کی پیدایش یون ہوئی۔ کہ جب اسکی مان مریم کی منگنی یوسف کے ساتہہ ہوئی ان کے اکٹہے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے "۔ کیا خوب۔

کہئے اپکے یسوع کی پیدایش کسطرح سے ہوئی روح القدس بغیر مجامعت کے ہی داخل ہو گیا تہا۔

(معاذ اللہ) ذرا اسکی تفسیر کر دیجیے۔ اپنے تو ایسی جگہ پر بہی قدم مارا۔ وہ تو بہلا نیوگ کے قایل مین مگر یہان معاملہ ہی دگرگون ہے۔ اور اسپر طرہ یہ کہ کہتے ہین۔ کہ شوہر اس کا راستباز تہا۔ الخ مہربان کیسی راست بازی۔ اگر اسی کا نام راست بازی ہے تو بس ؎

گر ہمین مکتب است این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

ہم نہین سمجہتے کہ یہ کیا فلاسفی ہے۔ کہ بیوی حاملہ ہو آئے اور وہ تشہیر نہ کرنیکے باعث راستباز کے نام ہی نامزد کیا جاوے۔

ذرا اسکی تشریح کر دیجیے۔ کہ روح القدس سے کیا مراد ہے۔ خدا کو روح القدس کہا جاتا ہے یا کسی اور کو۔ اگر خدا تہا۔ تو رحم کے اندر حیض کا خون کسطرح کہاتا رہا (معاذ اللہ) وہ تو کہانے پینے سے مبرا ہے افسوس ہے کہ اس روز روشن اور مہذب زمانہ مین تم نہین سمجہ سکتے۔ کہ ایک عورت جو شادی سے پہلے دوشیزگی کے ایام مین حاملہ ہو جائے۔ کیا ہمین روح القدس آگیا۔ ہرگز نہین۔ ہم نہین جانتے۔ کہ تمہاری عقل پر یہ کیا پردہ پڑگیا ہے۔ اور تم اسبات پر کیون غور نہین کرتے۔

اگر اپنے روح القدس کے متعلق کچہہ ارقام فرمایا تو ہم آپکو سمجہادینگے کہ جس حضرت عیسی کو تم یسوع کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ اور تہے۔ اور یسوع اور۔ مزید برآن تم ایسے یسوع کی نسبت شفاعت کا بہروسہ رکہتے ہو۔ جو خود اپنی جان نہ بچاسکا۔ اور سولی دیا

در محاورات قرآن کریم و احادیث مراد از سلام سلامتی روحانیت است

قال الله تعالیٰ بحق المومنین سلام علیکم طبتم – ترجمہ – سلامتی ہست بر شما خوش باشید – در حق مسیح موعود از پیغمبر خدا صلعم در احادیث آمده ہست من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقرء منی السلام – سلام اسمے ہست از اسمائے حسنے ایزدی فسبحان الله تعالیٰ ان ینسب الیه نقص من النقائص او عیب من العیوب المخلوقات اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام – الحدیث –

اگر بآیت مذکورہ بالا لفظ سلام در حق جسم مسیح مراد داشتہ شود پس لازم ہست کہ حضرت مسیح از جملہ عوارض و امراض جسمانی از وقت ولادت بحسب زعم شما تا صعود الی السماء محفوظ ماندہ باشند – و ہیچ تپے و اسہالے و چیچکے و دملے بجسم شان لاحق و شدہ باشد و از جملہ امراض طفلی محفوظ باشند و یہودان سیلے ہم بایشان نزدہ باشند – کہ بوقت گرفتاری بحضرت مسیح علیہ السلام ایذا رسانیدہ بودند –

مفصل واقع متعلق قصہ عدم قتل بالصلیب حضرت مسیح و بنیاد آن چنین ہست کہ چون حضرت مسیح علیہ السلام دعویٰ نبوت کردند اکثر افراد یہود مردود و آن را رد کردند و بحسب داب و عادت مستمرہ خود کہ کانوا یکفرون بآیات الله ویقتلون النبیین بغیر الحق حضرت مسیح را ایذا ہا دادند و بحق ایشان گستاخیہا نمودند و جملہ مفتیان و علماء و قضاۃ یہود در حق حضرت مسیح فتاوای تکفیر و تفسیق صادر کردند فصار و امصداق ضربت علیھم الذلة والمسکنة وباؤ بغضب من الله – تمام سرداران کاہنان و بزرگان یہود از حضرت مسیح مخالف و بحق او شہادتہائے دروغ بیفروغ مے دادند و سعی مے کردند کہ او را بحیلہ بکشند – بالآخر بر وجرم بغاوت سلطنت رومی قائم کردہ او را مجرم موت صلیب دانستند –

از اناجیل مروجہ ثابت مے شود کہ چون یہودا اسقریوطی حضرت مسیح را گرفتار کرد باقی جملہ معتقدان و حواریین گریز نمودہ نجات جان خود جستند و یہود حضرت مسیح را پیش پلاطوس حاکم جلاطا بردند پلاطوس از حضرت مسیح چیزے بطور سوال و جواب پرسید و ازخود را الیقین شد کہ این شخص محض بے قصور است چنانچہ او خود پیش یہود این امر را اظہار کرد انجیل یوحنا باب ۱۹ – آیت ۳۸ – چون یہود پیش پلاطوس رفتند و از و مسیح را از حوالات برائے صلیب طلبیدند پلاطوس خیلے کوشش کرد کہ مسیح را بگذارد زیرا کہ او صاف مے فہمید کہ مسیح بے گناہ است اما یہود اصرار مے نمودند کہ این را مصلوب کن و جملہ فریسیان و مفتیان و علمائے یہود مے گفتند کہ این کافر است و از احکام تورات مردم را گمراہ مے کند اما پلاطوس بدل خود خوب فہمیدہ بود کہ باین جزوے اختلاف راستبازی را کشتن گناہ عظیم است مگر یہود مردود از کردار شنیع باز نہ آمدند و عذرے تراشیدند و گفتند کہ این شخص می گوید کہ من بادشاہ یہود ہستم این شخص بدخواہ حکومت قیصر روم است اگر تو این شخص را رہا کردی پس گویا باغی سلطنت را پناہ مے دہی آخر پلاطوس ترسید زیرا کہ او ماتحت قیصر روم بود مگر از اناجیل معلوم مے شود کہ او باز ہم از قتل ناحق خوف مے کرد و زن او بخواب دیدہ بود کہ این شخص مسمی مسیح راستباز و پیغمبر ایزدی است اگر پلاطوس این را قتل کند پس تباہی و بربادی پلاطوس روئے خواہد نمود – لہٰذا پلاطوس این خواب را شنیدہ زیادہ تر منزجر شد و مصلوبیت حضرت مسیح را بالتوا انداخت ازین ہمہ اشارات ایزدی ہر عاقل فہمیدن مے تواند کہ اگر خداوند تعالیٰ را این منظور بودے کہ حضرت مسیح را بر آسمان برد پس این تقریبات و اتفاقات برائے نجات حضرت مسیح پیدا نمے کرد بعد

و بر خداوند تعالیٰ الزام ظلم و جبن عاید مے شود – و تعالیٰ الله و کتبه عن هذه الالزامات –

(۷) خود حضرت مسیح علیہ السلام چنین گوئی فرمودہ بودند کہ حالت من مثل یونس نبی خواہد شد چنانکہ او سہ روز و شب زندہ بشکم ماہی ماندہ بود ہمچنان من ہم تا سہ روز بسخت مصیبت گرفتار خواہم ماند – انجیل متی باب ۱۲ –

(۸) دو شخص برسر موقع دیدند کہ حضرت مسیح از قبر برآمدہ سوئے جلیل رفتند –

(۹) انجیل متی باب ۲۳ حضرت مسیح علیہ السلام بپیشگوئی مے فرمایند خون ہمہ راستبازان کہ بر زمین ریختہ شد بر شما عاید خواہد شد از خون ہابل راستباز تا خون ذکریا پسر برخیا کہ او را شما میان ہیکل و قربانگاہ قتل نمودید من بشما راست مے گویم کہ الزام این ہمہ خونہا بر مردم این زمانہ عاید خواہد شد –

(اسباب نجات حضرت مسیح علیہ السلام از قتل بالصلیب)

(۱) اقرار پلاطوس حاکم وقت بر بے قصور بودن حضرت مسیح علیہ السلام –

(۲) حمایت و امداد نہانی حاکم وقت بحق حضرت مسیح علیہ السلام

(۳) خواب دیدن زن پلاطوس حاکم وقت بحق حضرت مسیح و زیادہ تر کوشش پلاطوس برائے نجات حضرت مسیح – چنانچہ نوشتہ اند کہ چون پلاطوس بر مسند عدالت نشست زن او با وے پیغامے فرستاد کہ تو با این راستباز کارے مرسان زیرا کہ من امروز از سبب او خیلے تکلیف دیدم ملاحظہ نمائید انجیل متی باب ۲۷ –

(۴) بوجہ حکومت حاکم را رعایت فر و شکوہ و مدعائے خود ہم بود چنانچہ حاکم گفت کہ این چہ بدی کردہ ہست کہ من او را بردار کشم –

(۵) دست شستن حاکم از خون حضرت مسیح گویا قسم کردہ بود کہ من ہرگز مجوز نے باشم کہ مسیح کشتہ شود بلکہ برائے نجات او مستعی و ساعی ام –

(۶) راستبازی مسیح بر دل حاکم رعب انداخت و حاکم از اخلاص دل برائے نجات او سعی نمود –

(۷) حاکم برائے صلیب آن روز مقرر نمود کہ روز عید فسح یہود بود تا کہ بپرداختن یہود برسوم مذہبی خود مسیح نجات یابد

(۸) حاکم برائے صلیب وقت عصر روز جمعہ مقرر نمود تا کہ مسیح را زود از صلیب بباعث قرب یوم سبت فرود آوردہ شود –

(۹) افسرے کہ پہرہ دار و صوبہ دار بوقت صلیب مقرر کردہ بود آن در پردہ معتقد حضرت مسیح بود –

(۱۰) بوقت فرود آوردن حضرت مسیح را از صلیب استخوان او را کسی نشکست –

(۱۱) شخصے متمول یوسف نام باشندہ ارمتیا کہ پیشتر بر حضرت مسیح ایمان آوردہ و در انجا آمدہ بود لاش حضرت مسیح بحوالہ او کردہ شد –

(۱۲) قبر مسیح بجائے تجویز کردہ شد کہ در انجا نخلے لطیف و بوستانے خلیل بود کہ در انجا کسے حضرت مسیح را از برآمدن او از قبر دیدن نمے توانست –

(۱۳) بر آن قبر مسیح پہرہ دارے و حارسے مقرر نکردہ شد –

(۱۴) برائے محافظت حضرت مسیح علیہ السلام خداوند تعالیٰ طوفانے عظیم برپا کرد و عالم تاریک گشت و آدم را آدم نمی توانست شناخت –